

اخبار نور افشاں لودیانہ

آفتاب صداقت

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۲۱) مطبوعہ ۲۱ مئی ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحی ڈیپوٹیشن

ہمکو اثنائے گفتگو میں چند مسیحی احباب سے معلوم ہوا کہ ڈائمنڈ جوبلی کے اڈریس کے متعلق ایک مسیحی ڈیپوٹیشن بھی شملہ میں وارد ہوگا۔ ڈیپوٹیشن میں صرف چھ اشخاص شامل ہو سکتے ہیں جنمیں سے غالباً کنور ہرنام سنگھ صاحب آہلو والیہ سی۔آئی۔ای بحیثیت پریذیڈنٹ قرار دئے جائینگے۔ اور بمبئی سے غالباً مسٹر مودک صاحب پرنسپال احمد نگر کالج اور بابو کالی چرن بینرجی صاحب بنگالہ سے اور مسٹر سرہ منی آریا مسٹر تھیاناڈن صاحب مدراس سے اور مسٹر ہینری کا یا ڈیوڈ صاحب ممالک مغربی شمالی سے اور راجہ مان سنگھ صاحب تعلقہ دار ممالک متوسط سے ممبران ڈیپوٹیشن میں شریک ہونگے اُمید واثق ہے کہ جن مسیحی صاحبان کو اُن کی ملاقات سے اتفاق ہوگا۔ وہ بدرجہ کمال مستفیض اور مستفید ہوں گے۔ شاید برہما سے بھی کوئی صاحب اس ڈیپوٹیشن میں شامل ہونگے۔ اور اغلباً فرقہ رومن کیتھولک میسور کی طرف سے آنریبل مسٹر تھمبو چیتی صاحب سی۔آئی۔ای۔ سابق دیوان میسور بھی حاضر ہو جاوینگے۔

یرمیاہ کا نوحہ

پہلا باب آیت ۱۴

میری بغاوت کا جوا اُسی کے ہاتھ سے باندھا گیا۔ اُس کے حلقوں نے پیچ کھائے وے میری گردن پر ابھرے ہوئے ہیں......... الخ

ان الفاظ سے ایک ایسے کانشنس ضمیر کی جو مرتکب گناہ ہو مثال دیجا سکتی ہے یا ایسے کانشنس کی جو اپنے جرم سے کمال درجہ آگاہ ہو۔ ضمیر اُس کو دکھ پہنچاتی ہے۔ وہ اپنے آپ کو گویا جوے تلے دبا ہوا محسوس کرتا ہے گناہ اُس کے لئے ایک بھاری جوے کی مثال ہے جس کا بوجھ اُس سے سہارا نہیں جاتا ہے اور یہ گناہ اُس کی گردن پر۔ ایک بھاری طوق و زنجیر کی مثال ہے جس کو وہ ہرگز توڑ نہیں سکتا ہے۔ اور پولس رسول کی طرح پکار اُٹھتا ہے۔ آہ میں تو سخت مصیبت میں ہوں اس موت کے بدن سے مجھے کون چھڑاویگا دب وہ اپنی خستہ اور ذلیل حالت کو دیکھتا ہے۔ وہ یہہ محسوس کرتا ہے کہ وہ کسی غلامی کی قید میں ہے۔ اور نفسانی خواہشوں کے پورا کرنیکے لئے گناہ کے ہاتھ بک چکا ہے۔ گناہ واقعی ایک رسوائی اور خجالت کا باعث ہے۔ یہہ وہی شخص دریافت کر سکتا ہے جسکی ضمیر روشن اور منور ہو گئی ہو (ج) وہ گناہ کی مواخذت اور پاداش کا بھی دل میں خوف رکھتا ہے۔ وہ اس امر کو محسوس کرتا ہے۔ کہ خدا کی عدالت کے ہاتھ نے اُس بڑے بھاری اور ذلیل کرنیوالے جوے کو اُسکی گردن پر ڈال رکھا ہے۔ جب ضمیر اپنے ارتکاب گناہ سے بخوبی مطلع ہو جاتی ہے تو یہہ بات اُس پر آشکارا ہو جاتی ہے۔ کہ اُس کے تمام مصائب میں خدا شامل حال ہے اور کہ تمام ماجرا نہیں انصاف مد نظر ہے۔

یادگار آتھم

اڈیٹر صاحب اخبار کرسچن ایڈووکیٹ مطبوعہ ۱۵ مئی ۱۸۹۷ء اپنے ایک نوٹ میں اس بات کی خبر دیتے ہیں کہ اس رسالہ کے چھاپنے کا انتظام ہو رہا ہے۔ اُمید ہے کہ جلد تیار ہو جاویگا۔ واقعی ایسے رسالہ کی اشد ضرورت ہے۔ اُمید واثق ہے کہ ناظرین اسکے خریدنے میں داد دیں گے۔

نورافشاں

پادری اے ایچ یوئینگ صاحب ایم اے۔ ایڈیٹر
پادری جی ایل ٹھاکرداس صاحب۔ پادری ایچ گولکناتھ صاحب۔ اسسٹنٹ
پادری طالب الدین صاحب بی اے۔ پادری پی سی اپل صاحب ایڈیٹرز

مسیحی مذہب کی ترقی

پھر ایک اور بات جس سے مسیحی مذہب کا منجانب اللہ ہونا ثابت ہوتا ہے یہہ ہے کہ وہ ہر قسم کی روکوں کو دور کر کے اور طرح طرح کی مخالفت پر فتح پا کر روزافزوں ترقی کرتا رہا ہے۔ یوں تو کوئی مذہب بھی ایسا نہیں جس کو کچھ نہ کچھ مخالفت نہ اُٹھانی پڑی ہو۔ ہاں مخالف کہہ سکتا ہے کیا اسلام نے مخالفت کا مزہ نہیں چکھا؟ کیا ہنود مذہب اس سے بے نصیب رہا ہے؟ اگر دشمنی اور مخالفت سے بچ نکلنا کسی مذہب کے خدا کی طرف سے ہونے کی دلیل ہے تو پھر کیوں تنہا مسیحی مذہب کو اس صفت سے موصوف کرتے ہو؟ ہمارا جواب یہہ ہے کہ ہم ان مذہبوں کی تصویروں کو تاریخ کے البم میں دیکھیں اور پھر انصاف سے فیصلہ کریں کہ کس مذہب کی تاریخ میں آہی ہاتھ نظر آتا ہے۔ ہم اس جگہہ سب مذاہب کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہر ایک شخص کو اپنے لیئے خود تحقیقات کرنا چاہئے۔ ہم یہاں صرف مسیحی مذہب کی تاریخ پیش کرینگے۔ اور اُس سے ظاہر ہو جائیگا کہ اگر تائید آسمانی اُس کے شامل حال نہ ہوتی تو وہ کبھی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکتا۔ بیت لحم کی چرنی میں ایک غریب بڑھئی کا لڑکا چیتھڑوں میں لپٹا ہوا دھرا ہے۔ ماں باپ ننگی ہیں نہ کوئی یار ہے اور نہ کوئی غمگسار۔ امیر زادوں کو جو سامان اور قوت میسر آتے ہیں اُنکا نام ہے نہ نشان۔ مگر یہہ وہ لڑکا ہے جو دُنیا کی تاریخ کی عنان اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ یہہ وہ بچہ ہے جو عالم کے طور و طریق کو۔ جو تمام جہان کے نقشہ کو دگرگوں بنا دیگا۔

ہاں یہہ وہ شیرخوار ہے جس کے سامنے دُنیا کے پہلوان اور دانا اور بادشاہ سجدہ کرینگے۔ انجیلی تواریخ اس صورت میں مسیحی مذہب کے بانی کو ہماری آنکھوں کے سامنے لاتی ہے۔ اور ساز و سامان کے لحاظ سے اُس کی ساری زندگی کا قریباً یہی نقشہ ہے۔ دنیا کے دیندار اُس کے مخالف۔ دُنیا کا علم اُسکا مخالف۔ دُنیا کی دولت اُس کے مخالف۔ دُنیا کا فیشن اُس کے مخالف۔ ایسے مختلف قسم کے دشمنوں پر غالب آنے اور ایسے کثیر التعداد مخالفوں پر فتح پانے کے لئے اگر کوئی تیر تھا تو نگاہ محبت کا تیر تھا اگر کوئی تلوار تھی تو اپنے کلام کی دو دھاری تلوار تھی۔ یہودیوں کی مخالفت مذہب کی صورت میں۔ رومیوں کی مخالفت حکومت کی صورت میں۔ عیاشوں کی مخالفت ضحکہ اور تمسخر کی صورت میں۔ اگر ایک لفظ میں یہہ کہا جائے کہ اُس کی زندگی مخالفت اور عداوت کی ایک مسلسل زنجیر تھی تو بیجا نہ ہوگا۔ مگر پھر بھی وہ اپنے مخالفوں پر فاتح اور اپنے دعوے میں سچا نکلا۔ اُس کی انجیل کی منادی نے دن بدن ترقی پائی اور اُس کا مذہب جابجا قایم ہوتا گیا۔ اور جیسا دنیا کی طرف سے دُنیا میں مسیح کا حال رہا ویسا ہی ہمیشہ اُس کے مذہب کا حال دُنیا میں رہا۔ سیکڑوں نیرو اور ہزاروں ٹریجن اور جولین اُس کے خون کے پیاسے اُس کی جان کے خواہاں اُس کے پیچھے پڑے رہے ہیں۔ تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رومی حکومت نے اس مذہب کی بیخکنی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔ زمانہ بزمانہ ایذا رسانیوں کا بازار گرم نظر آتا ہے۔ کبھی روم کی آگ سے آہ و زنان کا دھواں اُٹھتا دکھائی دیتا ہے۔ کبھی شمالی افریقہ سے ماتم اور سینہ کوبی کا شور سننے میں آتا ہے۔ گاہے فلسطینہ میں کہرام مچا ہوا دیکھنے میں آتا ہے گاہے یورپ میں مظلوم چیخیں مارتے نظر سے گذرتے ہیں۔ کہاں کہیں۔ اُنکی مصیبتوں کو تحریر کرتے کلیجہ منہہ کو آتا ہے۔ دل پارہ پارہ ہوا جاتا ہے۔ دیکھنے والوں کے لفظوں کو یہاں قلمبند کرنا کافی ہوگا۔ بعضے اُس امتحان میں پڑے کہ ٹھٹھوں میں اُڑائے گئے۔ کوڑے کھائے زنجیر اور قید میں پڑے۔ پتھراؤ کئے گئے۔ آرے سے چیرے گئے۔ شکنجے میں کھینچے گئے۔ تلوار سے مارے گئے۔ بھیڑوں اور بکریوں کی کھال اوڑھے ہوئے تنگی میں مصیبت میں دُکھ میں مارے پھرے۔ دُنیا اُن کے لایق نہ تھی۔ مگر باوجود ایسی عداوت اور مخالفت کے اور ایسے زمانہ میں جبکہ مقابلہ کے سامان ذرا میسر نہ تھے اور ایسے لوگ کے اور ذرایع وسائل کے ساتھ جسکو دُنیا ہمیشہ بیوقوفی سمجھتی آئی ہے۔ ہاں باوجود ایسی مخالفتوں اور رکاوٹوں کے یہہ مذہب ترقی کرتا چلا آیا ہے۔ اگر ہم اس کو دریا سے تشبیہہ دیں تو کچھ مبالغہ نہ ہوگا۔ اُس کے راستہ میں مخالفتوں کی دیواریں۔ عداوت کے پہاڑ۔ فریب اور مکاری کے گڑھے آئے اور اُس کے پانیوں کو بہنے سے روکتے ہیں۔ پر وہ اپنی اندرونی قدرت اور اپنے زور سے دیواروں کو گراتا۔ پہاڑوں کے سنگریزوں کو چیرتا اور گڑھوں کو بھرتا ہوا آگے کی طرف بہتا چلا جاتا ہے۔ یہودی فلسطینہ میں عین نکاس کے پاس۔ روم کی سیاہ فوا آگے جاکر بند لگاتے اور اس دریا کے پانی کو روکنے کی کوشش کرتی ہے۔ مگر عبث۔ وہ بہتا چلا جاتا ہے۔ وہ ایشیا کے ایک حصہ کو۔ وہ یورپ کو۔ امریکہ کو اور افریقہ کو سیراب کرتا ہے۔ اور کیا یہہ سچ نہیں کہ منبع سے جب ہم روانہ ہوتے اور اس عظیم دریا کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں تو اُس کے کناروں پر پھول کھلے ہوئے کھیت پھیلے ہوئے۔ اور درخت میووں اور پھلوں سے لدے ہوئے۔ تمام ساری زمین سرسبز و شاداب جنت العدن کا نمونہ نظر آتی ہے؟ پیارے پڑھنے والے ہم پوچھتے ہیں اب آپکا کیا فیصلہ ہے؟ محمدی تلوار اور ترغیب الہٰی سے وہ آہی قدرت نمایاں نہیں ہوتی جو اس بات سے کہ ظاہر ہے بے سر و سامانی۔ بے برگ و بے پری ہو۔ نہ تلوار ہو نہ سیف نہ تیر ہو نہ تفنگ بلکہ برعکس اس کے شکست کھانے اور مغلوب ہو جانیکے سب سامان موجود ہوں۔ بظاہر نہ کوئی حامی ہو اور نہ مددگار۔ مگر پھر بھی استقلال ہاتھ سے نہ جائے دعووں کی سچائی میں فرق نہ آئے۔ اور انجام کار وہی فاتح نکلے۔ اسی شان



تیرا کیا فیصلہ ہے؟ - کیا مسیح اور اُسکا مذہب بغیر آلہی قدرت کے ایسے مخالفوں پر فتح پاسکتا تھا؟ کیا اس سے صحیح اور سچے طور پر یہہ استدلال نہیں ہو سکتا کہ یہہ آلہی مذہب ہے اور دُنیا کے سدھارنے اور اُس کی نجات کے لئے وہی مذہب ہے؟ -

مُراسلہ

مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

ایک غمناک آوارہ دشت ادبار گُم کردہ خویش و دیار کسی صحرائے لق و دق میں تھکاماندہ ہوکر پکارنے لگا کہ مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ ہائے ہائے تنگ و تاریک ماتم سرائے دنیا میں کوئی ہمدرد نظر نہیں آتا۔ مصیبتوں نے ہر چہار طرف سے آگھیرا پر تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ میں تو اپنوں ہی کے پاس آیا تھا پر اپنوں نے اپنا نہ جان کر علیحدگی اختیار کی بیگانوں سے بڑھکر بدسلوکی کی پر تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ - میں نے گالی کھاکر گالی نہ دی مار کھاکر نہ ماری کسی پر ظلم نہ کیا ہمیشہ اوروں کی بھلائی کی اس پر تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟

اَیُّہا النّاظرین اسوقت ۲۲ زبور کی پہلی آیت ہماری نظروں کے سامنے ہے اس پر غور فرمائیے بلکہ اس کُل زبور کو مطالعہ میں لائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مصنف زبور اپنے حق میں رو رو کر خدا سے کہتا ہے اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا؟ - پھر وہ اپنا اور اپنی قوم کا حال بیان کرتا ہے شاید آپ کہیں کہ وہ اُس وقت بڑی تنگی اور مصیبت میں تھا اور اس لئے پکارتا ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ -

مگر اتنا خیال ضرور کرنا ہوگا کہ دُنیا میں کوئی شخص جناب باریتعالیٰ سے ایسی صفائی کے ساتھ یہہ سوال نہیں کرسکتا کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا جس حال کہ سائل خود اپنی حالت پر غور کرکے جواب دیسکتا ہے کہ چھوڑے جانیکا معقول سبب خود اُسی میں ہے پس جناب باری کی درگاہ میں لاطایل سوال کرنا نہ صرف گستاخی بلکہ سخت گناہ بھی ہے اور خدا نے موسیٰ کی معرفت فرمایا کہ میرا نام بیفائدہ مت لے کیونکہ جو کوئی اُس کا نام بیفائدہ لیتا ہے خدا اُسے بیگناہ نہ ٹھہرائیگا تو پھر اگر اس زبور کی آیت کا ہم اور کسی طرف اشارہ نہ مانیں تو لاجواب ہم کو کہنا پڑتا ہے کہ داؤد سا عاقل اور ذکی بادشاہ بڑی غلطی میں پڑا - اگرچہ اور دوسری حالات میں ہر فرد بشر کے حق میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ -

الانسان مُرکب من الخطا ؤ النّسیان +

کون انسان ہے جو خُدا کے حضور کہہ سکے کہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ وہ اپنی خطاؤں اور گناہوں کے سبب چھوڑ دیا گیا وہ اپنی سرکشی اور بغاوت کے لحاظ سے مردود ہے کہ اس کی کجرویاں اُسے گمراہ کرتی ہیں وہ اپنے بیہودہ خیالات کی پیروی کرکے چھوڑنیکے لائق ہوگیا خداوند کا چیدہ پولس رسول فرماتا ہے اور اُنکے نافہم دل تاریک ہوگئے اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی آدمیوں اور چڑیوں اور چوپایوں اور کیڑوں مکوڑوں کی صورت سے بدل ڈالا اس واسطے خدا نے بھی اُن کے دلوں کی خواہش پر اُنہیں ناپاکی میں چھوڑ دیا کہ اپنے بدنوں کو آپس میں بے حرمت کریں خط رومی $\frac{1}{21-24}$

اُنہوں نے خدا کی سچائی کو جھوٹ سے بدل ڈالا اور بنانیوالے کی نسبت سے جو ہمیشہ ستایش کے لائق ہے آمین، بنائی ہوئی چیزوں کی زیادہ پرستش اور بندگی کی اس سبب سے خدا نے اُنکو گندی شہوتوں میں چھوڑ دیا کہ اُنکی عورتوں نے بھی اپنی طبعی عادت کو اُس سے جو طبیعت سے خلاف ہے بدل ڈالا یونہی مرد بھی عورتوں سے اپنے طبعی کام چھوڑ کے اپنی شہوت سے آپس میں جلے مرد نے مرد کے ساتھ روسیاہی کے کام کئے اور اپنی گمراہی کے لائق پھل اپنے میں پائے اور جس حال کہ اُنہوں نے پسند نہ کیا کہ خدا کی پہچان کو حفظ کر رکھیں خدا نے بھی اُن کی عقل کو بے تمیزی میں چھوڑ دیا کہ نالائق کام کریں - رومی $\frac{1}{25-28}$

ہم جانتے ہیں کہ اسیقدر اسباب کافی ہوں گے جو انسان کو چھوڑ دئے جانیکے جواب میں ہم نے لکھے ہیں پس اس قدر تحریر اور تقریر سے وہ شُبہ رفع ہوگیا کہ مصنف زبور ۲۲ اپنے حق میں نہیں کہہ سکتا کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑا - ؟ بلکہ کسی اور کے حق میں کہتا ہے جس کا حق ہے کہ خدا سے ایسا سوال کرے اور وہ شخص وہ ہے جس کا نام خداوند یسوع مسیح ہے وہ آپ صلیب پر یوں پکار کہتا ہے کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ - دراں حالیکہ -

اُس نے گناہ نہ کیا اور جو گناہ سے واقف نہ تھا یوحنّا اصطباغی نے اُس سے کہا دیکھو متی $\frac{3}{14}$ تب یسوع جلیل سے یردن کنارہ یوحنّا کے پاس آیا کہ اُس سے بپتسما پاوے پر یوحنّا نے اُسے منع کیا اور کہا کہ میں تجھ سے بپتسما پانے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے یسوع نے جواب میں اُس سے کہا اب ہونے دے کیونکہ ہمیں مناسب ہے کہ یونہی سب راستبازی پوری کریں - متی $\frac{3}{15}$ +

یاد رہے کہ یوحنّا گناہ کے اقرار کرنے والے کو بپتسما دیتا تھا جیسا کہ متی $\frac{3}{5-6}$ میں یوں مرقوم ہے تب یروشلم اور سارے یہودیہ اور یردن کے سب آس پاس کے رہنے والے اُس پاس چلے آئے اور اُنہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے یردن میں اُس سے بپتسما پایا - اب سوال یہہ ہے کہ خداوند نے یہہ کیوں کہا کہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟ اس کا جواب ذیل میں عرض کیا جاتا ہے کہ اگرچہ وہ خود گنہگار نہ تھا تو بھی یقیناً اُس نے ہماری مشقتیں اُٹھالیں اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا یسعیاہ $\frac{53}{4}$ خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی $\frac{53}{6}$ میرے گروہ کے گناہوں کے سبب اُس پر مار پڑی $\frac{53}{8}$ اُنہنے کسی طرح کا ظلم

نہ کیا اور اُس کے منہہ میں ہرگز چھل نہ تھا ۹ وہ اُن کی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھائیگا ۱۱ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گنہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا اور اُس نے بہتوں کے گناہ اُٹھائے ۱۲ ؎۔

نہایت مناسب ہوا کہ مسیح نے موت کیوقت یہہ کہکر کہ ای میرے خدا ای میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا ہمارے شکوک کو رفع کردیا کیونکہ جب وہ آپ گنہگار نہ تھا تو پھر خدا نے اُسے کیوں چھوڑ دیا پر اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب ہمارا ضامن ہو کے گنہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا تو خدا نے بہ لحاظ عدالت اپنے بیٹے کو بھی چھوڑ دیا اور یہی ضرور تھا کہ وہ چھوڑا جاوے تاکہ ہم نہ چھوڑے جائیں ؎

پھر ایک بات اور بھی لحاظ کے قابل یہہ ہے کہ مسیح خداوند نے ساری عمر میں خدا کو سوائے باپ کہنے کے ای میرے خدا کبھی نہیں کہا مگر اسی ایک آخری وقت میں صلیب پر لٹکے ہوئے وہ خدا کو باپ نہیں کہتا۔ اس سے ظاہر ہے کہ دُنیا کے لوگ کیسی لاپروائی کے ساتھ خدا خدا کہتے ہیں اور نہیں خیال کرتے کہ جہاں خدا ہو وہاں عدالت ہے جہاں خدا تھا وہاں چھوڑے ہوئے ہیں جیسا مسیح نے آپ ہی فرمایا کہ جب ہرے درخت کے ساتھ ایسا کرتے ہیں تو سوکھے کے ساتھ کیا نہ کیا جائیگا اگر خدا کا بیٹا گنہگاروں کے عوض میں چھوڑا گیا جس نے گناہ نہ کیا تو وہ انسان جو گناہ کرتا ہو اور محض خاک کا کیڑا ہو کہیں نہ چھوڑا جائیگا۔ لیکن شکر ہو مسیح کا کہ جس نے محنت اُٹھا کر اور اپنے آپکو چھوڑ دئے جانے پر ہمیں برکت بخشی اور خدا سے ملایا اور اب ہم اس لائق ہیں کہ اُسی کے ہم زبان ہو کر کہہ سکتے ہیں کہ ای باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں ؎

فقط

کیدار ناتھ۔ از قائم گنج ضلع فرخ آباد

مضمون لاثانی کلام

ہم ناظرین کی توجہ اُس ایڈیٹوریل پر دلاتے ہیں۔ جو نورافشاں کے رواشو کے سلسلہ میں لکھے ہیں بعنوان "لاثانی کلام" مطبوعہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۰ء ہی۔ ہمارے ایڈیٹر صاحب نے کمال فصاحت اور زور کے ساتھ خداوند مسیح کے طرز کلام اور اُس کے ادعا ے کو برہان قطعی کے ساتھ اُس درجہ تک پہنچایا ہے۔ جہاں محض اس مشکل و دقیق اور ادق مسئلہ کی عقدہ کشائی ہو سکتی ہے ورنہ ہرگز نہیں بمصداق مصرع این خیال ست محال است وجنوں ؎

اس میں شک نہیں۔ کہ خداوند مسیح کا با اختیار اور سنجیدہ طرز کلام نہ صرف نرالا بلکہ مستثنے تھا۔ اُس کے طرز کلام پر نہ صرف کفر کا فتوے لگایا گیا۔ بلکہ اُس کو ملعون صلیب دی۔ پر تاہم وہ کمال یقین اور تاکید کے ساتھ تا دم مرگ حق پر گواہی دیتا رہا اور اپنا طرز کلام بالکل نہ بدلا۔ ایسے ماشاء اللہ دیوانے کی شہرت ممکن نہ تھی۔ کہ یہودیہ سرحد سے باہر نکلنے پاوے۔ مگر اس کے برعکس صفحہ تاریخ انسانی پر کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

مسیح کی خدائی کا رنگ نہ صرف یہودیہ کے معدودے چند حواریین اور معصرین نے لایا۔ بلکہ کل سلطنت روم نے۔ حالانکہ شروع میں اس نام کے فروغ پانیکی انسدادی کوششیں کی گئیں مگر ایک بھی پوری نہ ہوئی یہانتک کہ مسیحی تعلیم قوم کے باطنی اور ظاہری حالات پر متاثر ہونے لگی اور انجام کار متقدمین دستورات کو الوداع کہہ کر خود قوم کے دلوں میں اپنا گھر کر گئی۔ اور طرفہ تر یہہ کہ نہ صرف روم ہی میں مسیح کی خدائی کا ڈنکہ بجا۔ بلکہ کل یورپ نے بتدریج اُس سرود کو اٹھالیا۔ اور جو نتائج اس عقیدہ کے ماننے سے مسیحی قوموں کے اوضاع و اطوار اور اُن کے

دستورات اور گفتار رفتار سے مترشح ہیں وہ محتاج بیاں نہیں اُس تعلیم کا چشمہ فیض ابتک جاری ہے جہاں کہیں مسیحی قوم کا سابقہ غیر مسیحی قوم سے پڑا ہے وہاں مذہب عیسوی کے ساتھ تعلیم و تہذیب بھی ہم رکاب ہوئی ہے۔ بھلا اب بتلائیے یہہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک دیوانہ کا قول کہ وہ خدا تھا اس قدر فروغ پائے اور ایسی قوموں میں جو آج علم و تہذیب میں گوئے سبقت کہیں بڑھکر لے گئی ہیں اس قدر پاؤں جمائے یہہ سب کچھ اسی کے طفیل سے ہے۔ یورپ کو جو ترقی ہوئی ہے۔ اگر مذہب عیسوی کو اس ترقی میں سے خارج کیا جاوے۔ تو باقی یورپ میں تاریکی ہی تاریکی رہ جاوے گی کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یورپ سے ابتک کل نقائص نکل نہیں گئے ہیں۔ بلکہ تاریک زمانہ کے آثار ورسوم خال خال اب بھی پائے جاتے ہیں اور اس کی وجہ یہہ ہے۔ کہ مسیح کے نمونہ کی پوری پوری تقلید اُنہوں نے نہیں کی ہے مگر جہاں تک کی ہے اور جس جگہہ ہوئی ہے۔ وہاں اُس کے فروغ سے تاریکی کا نشان باقی نہیں رہا ہے۔ مثلاً ایک زمانہ تھا کہ عیسائی قوم بردہ فروشی کو جائز رکھتی تھیں مسیحی نور کے طفیل سے یہہ تاریک نقص رفتہ رفتہ رفع ہو گیا ؎

مسیح کی زندگی سے عیاں ہے۔ کہ اُس کا سلوک لوگوں سے کیسا تھا۔ وہ ہمیشہ اپنے لئے زندگی صرف نہیں کرتا تھا بلکہ اوروں کی خدمت کیلئے اور اس خدمت کو کئی طرح پر ادا کیا۔ تعلیم اور کام کے ذریعہ علی ہذالقیاس ہم دیکھتے ہیں۔ کہ مسیحی قومیں مثلاً انگلستان و امریکہ و جرمنی جہاں کہیں اپنا پاؤں جماتے ہیں وہاں تعلیم اور دیگر سامان تہذیب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ہندوستان میں عیسائی قوم کا تسلط ہے۔ جو کچھ اس صدی میں ہماری اس ہندوستانی قوم کو اس سے فیض پہنچا ہے۔ محتاج بیاں نہیں ممکن ہے کہ سرکار انگلشیہ میں نقائص بھی پائے جاتے ہوں جیسے خود غرضی وغیرہ۔ مگر ہم یہہ بھی دیکھتے ہیں کہ جس قدر وہ مسیح سے آشنا ہوتے جاتے ہیں اور اُس کے نمونہ زندگی کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اُسی قدر وہ نقائص رفع ہوتے جاتے ہیں۔



پھر دیکھئے آج ہندوستان میں تعلیم یافتہ سوشل اصلاح کے درپے ہیں اور اُنکے پروگرام میں ہم یہہ دیکھتے ہیں کہ وہ ذات پات کی بندھن سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔ تعلیم النسا پر زور دیا جاتا ہے۔ صغر سنی کی شادی کی مخالفت کیجاتی ہے۔ بیواؤں کی عقد شادی کی ترغیب تحریک دیجاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہہ تمام نئے خیالات ہندوستانکو کہاں سے نصیب ہوئے کیا اِس خیال کے لوگ واقعی عیسائی نہیں ہیں؟ مانا کہ وہ ہرگز اِس لقب کو اپنے اوپر پسند نہ کرینگے۔ مگر اُن کے خیالات واقعی مسیحی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آبا و اجداد کے خاص خیالات سے باہر کود پڑے ہیں۔ کیونکہ ہندو خیال کے دائرہ میں یہہ باتیں نہیں پائی جاتیں اُنکے اندرونی و بیرونی حالات میں خیالات اور عادات اور دستورات کسی اور ہی ڈھانچ میں ہیں چنانچہ مصلح اقوام اِس مرحلہ کو طے کر چکے ہیں کہ مذہب اور دستورات کو موجودہ اصلاح کے پروگرام کے ساتھ نہ رکھیں۔ پس موجودہ خیالات کے مسیحی ڈھانچ میں اپنے خیالات کو ادا کر رہے ہیں۔ اب اگر ہم غور میں مسیح کو جس کے طفیل سے یہہ سب کچھ نمایاں ترقی حاصل ہوئی ہے اُس کے دعوے اور اُس کے کام کے مطابق خدا نہ مانیں تو اور کیا مانیں فقط ٭

ہر دل عزیز

مسیح عیسیٰ کے اللہ ہونیکے اور دلایل قرآن سے

مضطر۔ برادرم۔ چونکہ میرا دعوے اسوقت یہی ہوا تھا کہ محمد نے عیسیٰ کو اللہ قرآن میں بتایا ہے اِس لئے اِس وقت اُنہیں دلایل کو جو میں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کئے ہیں غور کرو اور اُنہیں پر دلایل قرآن سے یا عقل سے نکالو۔ انجیل کو اِس درمیان میں لانا مناسب نہیں ہے۔ جب اُس کا موقعہ آوے گا میں اُن تمام آیتوں کا حل بتادونگا جنہیں عموماً منکران الوہیت مسیح نے اُلٹا اور برعکس سمجھ رکھا ہے ٭

حبیب۔ تمہاری اِس بات سے ایسا مترشح ہوتا ہے کہ تم قرآن شریف کو سچی کتاب مانتے ہو اور انجیل کو کچھ کم کیا ایسا تمہارا خیال ہے؟۔

مضطر حبیبی۔ لاریب میں مانتا ہوں کہ قرآن حقیقت میں ایک کتاب ہے اور میں جانتا ہوں کہ اسی کتاب نے اول مجھے مسیح عیسیٰ کا نشان بتایا اور سب عاقلوں کو بتا رہی ہے اِس لئے اسلاو کتاب اللہ کو بتا دینے والا معلم و اُستاد میرا قرآن ہے۔ یاں سمجھو کہ قرآن کو میں ایک تشریح الحروف سمجھتا ہوں جس سے ہر محمدی بائبل انجیل و دیگر کتاب اللہ کے پڑھنے کی ہدایت کا طریا لیتا ہے اور مسیح عیسیٰ کی طرف بھیجا جاتا ہے ٭

حبیب۔ خیر بہرکیف۔ یہی ایک سبب ہے جس سے تمہارے دلایل مذکورہ پر مجھے کوئی قاطع دلیل معلوم نہیں ہوتی ٭

مضطر۔ بس تب مانو مسیح عیسیٰ اللہ ہے ٭

حبیب۔ آہا۔ یہہ تو بڑا مغالطہ تم نے دیا۔ دیکھو میں عیسیٰ کو اللہ کیونکر مان لوں جبکہ قرآن میں مسیح عیسیٰ کو اللہ جاننے والے کافر بتائے گئے ہیں۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم۔ (پ ۶ المائدہ ع ۳)

مضطر حبیبی۔ معلوم نہیں کہ تمہاری کیا عقل گیا ہے تم جانتے ہو کہ قرآن میں ناسخ و منسوخ آیتیں موجود ہیں پھر ضرور محمد نے پہلے ایسی بات بغیر علم الہیٰ کہدی ہوگی کہ جو مسیح کو اللہ کہے وہ کافر ہو مگر جب بعد کو حقیقت سے واقف ہوئے تو صاف بتادیا کہ مسیح عیسیٰ تو ضرور اللہ ہے کیونکہ وہ کلمتہ اللہ و روح اللہ ہے ٭

حبیب۔ لیکن اِس کے برعکس بھی ممکن ہے کہ پہلے اسکو یا بعد ازاں اُسے منسوخ کر دیا ٭

مضطر۔ ہرگز نہیں کیونکہ اگر برعکس صورت ہوتی تو محمد پھر یہہ بتا دیتا کہ مسیح عیسیٰ کلمتہ اللہ و روح اللہ نہیں ہے بلکہ کلمتہ اللہ و روح اللہ سے ہے۔ اور ایسا کہیں قرآن میں پایا نہیں جاتا اِس لئے صورت اولیٰ ہی متیقنہ و متحققہ ہے ٭

حبیب۔ لاریب حبیبی۔ لاریب۔ یہہ بہت باریک خیال تمہارا ہے جس نے مجھ پر یہہ امر نہایت ہی مستظہر کر دیا اور میں بخوبی سمجھ گیا کہ تمہاری تحقیق سچ ہے اور اِس لئے مجھے بھی ماننا پڑا ٭

مضطر۔ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ خَیراً۔ اب تو تم خوب سمجھ گئے ہو گے کہ چونکہ عیسیٰ اللہ ہے اور محمد عبداللہ اِس لئے محمد کو عیسیٰ پر فوقیت دینی بلکہ برابر سمجھنا بھی کفر صریح ہے۔ کیونکہ

شاعر

خدا کا سامنا کرے کیا طاقت بشر کی ہے ٭

ضیائے شمس کے روبرو کیا ہستی قمر کی ہے ٭

وجود حق ہیں وہ حق ہے ازل سے حق عیاں مضطر

وہی ربا وہی مولا ہے ذات ہر کی ہے ٭٭

حبیب۔ ہاں یہہ بھی سمجھ گیا ٭

مضطر۔ تو اب تو ضرور یہہ بھی ثابت ہوگیا کہ تبعین محمد جب خود عیسوی نہیں کہلاتے اور محمد کو عیسیٰ کا تبع نہیں مانتے تو محمدی ہو نیسے تبعین عیسیٰ نہیں ہو سکتے ٭

حبیب۔ بے شک یہہ بھی تم نے ثابت کر دیا اور میں بھی کسیقدر سمجھ گیا۔

مضطر۔ وَاللّٰہُ یُعْطِیْکَ حَتّٰی مَعْرِفَتِھَا۔ (اور خدا تجھے ان باتوں کی پوری سمجھ دیگا) ۔ اب تو برادرم تم پر یہہ بھی آشکار ہوگیا کہ قرآن کے بموجب اور علم و عقل حقیقت کے مطابق تا قیامت قایم رہنے والا دین یعنی دین قیم اور ہمیشہ کی سلامتی و نجات بخش دین یعنے دین اسلام یہی دین عیسوی ہے اور اسی دین والوں کو عنداللہ فوقیت حاصل ہے اور قیامت تک جتنے لوگ سوائے دین عیسوی کے کسی اور دین و ملت کے ماننے والے ہونگے وہ سب کافر ہوں گے جیسا کہ آیت۔ جَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ سے عیاں ہے کہ جنہوں نے اتباع عیسیٰ سے منہ موڑا اُنہیں کفروا کہ کے کافر بتایا ٭

حبیب۔ یہہ مرحلہ تو اب طے ہوگیا میری دانست میں اب رسالت محمد صلعم پر گفتگو شروع کرنی چاہئے ٭

مضطر۔ لاریب۔ یہہ تو نہایت ہی ضروری امر ہے

کہ تم اب محمد کے رسول برحق ہونیکے دلائل پیش کرو اور جو شرائط جانتے ہو اُنہیں ظاہر کرو

خسرو۔ کہو بھائی حبیب اللہ۔ اب تو تم مسیحیت کے قائل ہو گئے کیونکہ الوہیت مسیح و ثالوث اقدس و دین عیسوی کا دین قیم ہونا اور محمد یوں کا غیر متبعین عیسیٰ ہونا اور غیر متبعین عیسیٰ کا کافر ہونا سب کچھ مان گئے ✤

حبیب۔ ہاں بیشک یہہ تو مان گیا مگر جس پر میرا ایمان ہے یعنے محمد صلعم پر اُس میں تو ہنوز کچھ شک نہ ہوا اس لئے اُسے بھی ذرا تحقیق و طے کرلوں ✤

خسرو۔ تو اُمید ہے کہ بعد تحقیق مسیحی ہو جاؤ گے ✤

حبیب۔ یہہ تو میں نہیں کہہ سکتا کیونکہ مجھسے بڑھکر محقق پڑے ہوں گے ✤

خسرو۔ لیکن تمہیں اپنی تحقیق و ایمان کام دیگا نہ کسیکی کوئی بات ✤

حبیب۔ ہاں مگر قبل از مرگ واویلا سے کیا فائدہ ✤

مضطر۔ للعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ عاقل کو ایک اشارہ کافی ہے۔ بس بھائی خسرو اب تم برادرم حبیب کو زیادہ نہ چھیڑو۔ ذرا تامل و فکر سے اس ضروری امر کو بھی طے کر لینے دو

خسرو۔ اچھا بھائی مضطر اب تم کہو جو چاہتے ہو ✤

باب سوم

کتاب اللہ ایکدوسرے کی تفسیر ہے اور محمد رسول حق نہیں جسکی پیشین گوئیاں کتب مقدسہ میں کی گئیں اور اسکا ثبوت قرآن سے

حبیب۔ بہتر لیکن پہلے یہہ امر بھی طے ہو جانا چاہئے کہ اگر محمد صلعم کی رسالت ثابت ہو جاوے تب تو پیروی آنحضرت صلعم سب پر فرض ہو جاویگی ✤

مضطر۔ ہاں اگر رسالت حقہ ثابت ہو جاوے اور کوئی ضرورت اتباع محمدی کی ثابت ہو جاوے تب۔

حبیب۔ رسالت حقہ ثابت ہو جانے پر تو لامحالہ اتباع لازم آجاویگی کیونکہ جب محمد صلعم رسول اللہ ہوئے یعنی صاحب کتاب نبی تو اُس رسول و کتاب آخر سے اول رسول و سابق کتاب کا نسخ لازم آجائیگا جس طرح داؤد و زبور سے توریت و زمانہ موسیٰ منسوخ ہو گیا اور عیسیٰ و انجیل کے آنے سے داؤد و زبور منسوخ ہو گئے ✤

مضطر۔ ہرگز نہیں کیونکہ اولاً قرآن سے پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ اتباع عیسیٰ ہی تا قیامت سب پر فرض ہے ثانیاً خدا لاتبدیل کے احکام کبھی بدل نہیں سکتے۔ اللہ لم یزل و لایزال کے کلام و احکام ہمیشہ یکساں ہیں۔ تمہارا جو یہہ خیال ہے کہ انجیل سے زبور اور زبور سے توریت منسوخ ہوا یہہ محض بے اصل وہم ہے کیونکہ کتاب اللہ کوئی کسیکی ناسخ نہیں بلکہ ایکدوسرے کی تفصیل و تفسیر و تشریح تقدر ضرورت ہے اور باعث اس امر کا یہہ ہے کہ کوئی رسول کسی رسول کی رسالت کو منسوخ کرنے نہ آیا بلکہ اُسے اور بھی واضح و تصدیق کرنے تاکہ اوامر و نواہی خوب ثابت ہو جاویں۔ اس لئے کبھی کوئی کسی کتاب اللہ کو کسی کا ناسخ بتا نہیں سکتا اور نہ کہہ سکتا ✤

حبیب۔ جب ایسی بات ہے تو رسالت پر گفتگو کرنی ہی فضول ہے ✤

مضطر۔ ہرگز نہیں کیونکہ جب تک تم رسالت محمد پر اور اس امر میں گفتگو نہ کرو گے تمہیں اطمینان نہ ہوگا کہ محمد کو کیوں رسول یا نبی کچھ نہیں مانتا۔ ابھی تک تو یہی ثابت ہوا ہے کہ جو محمد عربی کو رسول مانتے ہیں اور قرآن کو خدا کی کتاب تو انہیں لامحالہ بموجب حکم محمد و قرآن مسیح عیسیٰ کی اتباع کرنی چاہئے اور سوائے دین عیسوی کے کوئی دین قبول کرنا اپنی نجات کے لئے نہیں ہو سکتا۔

حبیب۔ میری دانست میں شرائط رسالت نہایت ہی ضروری یہہ تین ہیں۔

(۱) پیشین گوئیاں اُس کے بارے میں ہوئی ہوں ✤

(۲) معجزات اُس سے وقوع میں آئے ہوں ✤

(۳) اُس کے اطوار و عادات و اخلاق اُس کی خوبی ظاہر کریں ✤

مضطر۔ عموماً رسالت کے لئے شرط اولی نہیں ہے بلکہ رسالت رسول شفیع کیواسطے کیونکہ عموماً رسول کے لئے کوئی ضرورت پیشین گوئی ہونے کی نہیں ہے اور رسول شفیع میں تمہاری تین شرائط کے علاوہ پانچ شرائط اور محقق کرنا لازم ہے تاکہ ہر امر اظہر من الشمس ہو جاوے۔

(۴)(۱) رسول شفیع بیگناہ ہے عند اللہ و عند الناس ثابت ہو ✤

(۵)(۲) اُس کے کلام اُن کلام الہی کے خلاف نہوں جو پہلے رسل کے ذریعہ سے خدا فرما چکا ہے ✤

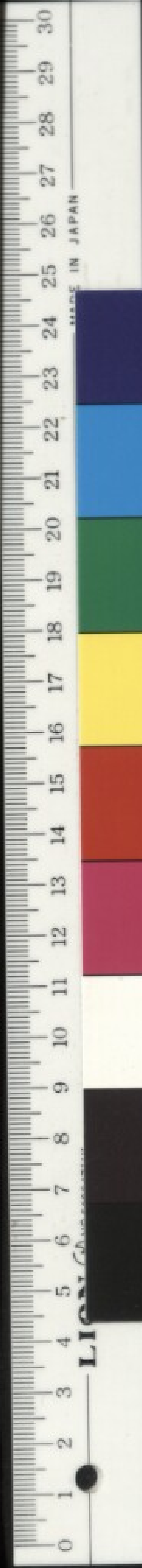
(۶)(۳) اُس کی کوئی بات خلاف از واقعہ و بے ثبوت نہو ✤

(۷)(۴) رسل سابق کا مخالف نہو بلکہ موافق ✤

(۸)(۵) جو کلام وہ لوگوں کو سناتا ہو اُس کا کلام الہی ہونا ثابت ہو ✤

حبیب۔ بہت صحیح۔ اب یہہ آٹھ شرائط محمد صلعم کی نسبت ثابت ہوتی ہیں ✤

شرط اول۔ کی نسبت دیکھنا چاہئے کہ موسیٰ نے توریت میں یوں فرمایا۔ کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند برپا کریگا جو کچھ وہ کہے اُس کی سب سنو۔ (استثنا ۱۸: ۱۵) اور پھر موسیٰ بزبان الہی یوں کہتا ہے کہ میں ان کے لئے اُن کے بھائیوں میں سے ایک نبی تیری مانند اُٹھاؤنگا اور اپنا کلام اُس کے منہ میں ڈالونگا اور میں اُسے جو حکم کرونگا وہ اُنہیں بتائیگا (استثنا ۱۸) اور ایسا ہوگا کہ ہر فرد بشر جو میرا وہ کلام جو وہ نبی میرے نام





کی بات سنے تو بھی اُس سے اُس کی پرسش کرونگا (استثنا ۱۸: ۱۹)

اور سلیمان علیہ السلام کا قول عبرانی زبان میں صاف نام بلفظ محمد کھتا ہو یہ حکو ممتکادیم و خلو محمدیم - ذہ دودی وزہ رعی بنوت یروشلیم - یعنی اُس کا گلا نہایت ہی شیریں ہو اور بیشک وہ بڑا ہی محمد ہو یہی میرا یار اور یہی میرا دوست ہو اے یروسلم کی بیٹیو - (غزل الغزلات ۵: ۱۶)

اور انجیل عربی میں عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں مرقوم ہو لکنی اقول لکم ان خیرالکم ان نطلق لانی ان لم انطلق لم یا تکم الفارقلیط فان انطلقت ارسلتہ الیکم فاذا جاء ذاک یوبخ العالم علی خطیئۃ وعلی بِرّ وعلی حکم الخ (یوحنا ۱۶: ۷ و ۸) اس میں لفظ فارقلیط ہو جس کے معنے احمد ہیں - یہ خبریں گویا نہایت ہی صاف صاف آنحضرت صلعم کا پتہ دیتی ہیں اور اس لئے میں انہیں پر اکتفا کرتا ہوں - اب تم بتاؤ کہ اس میں تمہیں کیا عذر ہے

مضطر - قبل اس کے کہ میں آیات مذکورہ کی تفسیر کروں تم یہہ بتاؤ کہ توریت و زبور و انجیل سے جو محمد عربی کا پتہ پاتے ہو وہ علماً اسم محمد کے پانے سے یا صفات مذکورہ کو محمد عربی ہی میں معلوم کرنے سے اور اسم محمد و احمد و محمود معناً پیدا ہونے سے

حبیب - علماً اسم محمد کے پانے سے اور پھر صفات مذکورہ اُس میں معلوم کرنے سے اور معناً و صفاتاً اسم احمد و محمد و محمود پیدا ہونے سے

مضطر - برادرم - یہہ جواب تم نے بغیر فکر و غور کے دیدیا ہو کیونکہ ذرا یہہ تو بتاؤ کہ عَلَم کسیکا ایک ہوتا ہی یا کئی

حبیب - بموجب قاعدہ ایک ہی ہوتا ہے

مضطر - درست - اور جب کوئی شخص صفات و حلیہ کے بموجب شناخت کیا جاتا ہو تو اُس میں تمام صفات مذکورہ و حلیہ مرقومہ کا پایا جانا لازمی و مشروط ہو یا نہیں

حبیب - بے شک لازمی و مشروط ہو

مضطر - اب دیکھو کہ اگر تم یہہ کہتے ہو کہ علماً اسم محمد کے پلانے سے آیات مقدسہ کو پیشین گوئی محمد عربی کے حق میں سمجھتے ہیں تو اولاً تم نے جو یہہ مقامات چھ کتب مقدسہ سے نکالے ہیں اُنمیں بھی کوئی علم مذکور نہیں کیونکہ موسیٰ کی پیشین گوئی تو صرف صفات ظاہر کرتی ہو اور سلیمان کی غزل الغزلات میں جو لفظ بزبان عبرانی محمدّیم - (بفتح میم اول و سکون حائے حطی و بفتح میم ثانی و سکون دال) ہو وہ اسم عَلَم نہیں اور نہ لفظ محمد عربی کے معنے ہیں بلکہ اُسکے معنے پیار اور محبوب کے ہیں - اگر بالفرض تم اُسے عَلَم مانتے ہو تو پھر انجیل میں جو لفظ فارقلیط سے احمد سمجھکر اُسے محمد کا دوسرا نام بتاتے ہو اور قرآن میں محمد نے اپنا اسم خاص یعنے عَلَم عیسیٰ کی پیشگوئی سے احمد بتایا ہو - ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (پ ۲۸ - الصف رکوع ۱) کس بات کو صحیح ثابت کرسکتے ہو - کیا محمد کا علم ہونا یا احمد کا علم ہونا

اِن سب امور کو تو ملاحظہ کرنے سے یہی نتیجہ نکلتا ہو کہ اگر قرآن میں یہہ سچ بات درج ہو کہ عیسیٰ نے اپنے بعد احمد کے آنیکی خبر دی تو وہ محمد عربی بن عبد اللہ جو بچپن سے محمد بغیر لحاظ صفات و حلیہ کے کہلاتا تھا احمد ہو نہیں سکتا - کیونکہ قرآن کے بموجب عیسیٰ نے اپنے بعد آیندہ نبی کا نام علماً احمد بتا دیا تھا -

ثانیاً - غزل الغزلات کا حوالہ چونکہ قرآن میں محمد نے نہیں بتایا اس لئے صاف معلوم ہوتا ہو کہ تم یہہ غلط حوالہ پیشین گوئی کا محمد عربی کے حق میں بتاتے ہو - اگر سچ ہوتا تو محمد خود بوحی الٰہی قرآن میں بتا دیتا کہ سلیمان نے میرا نام محمد بتایا ہو یا اسی قسم کی کچھ بات بنجاتی

اور اگر معناً و صفاتاً اسم احمد و محمد و محمود پیدا ہونے سے محمد عربی کو سمجھ لیتے ہو تو ذرا غور کرو کہ چونکہ محمد کے معنے تحمید کیا ہوا اور محمود کے معنے حمد کیا ہوا اور احمد کے معنے بڑی حمد والا ہو جس سے یہی معلوم ہوتا ہو کہ جس میں یا جس کی حمد ہو اُسیکا نام محمد یا محمود یا احمد ہو سکتا ہو دوسرے کا نہیں - اور حمد ایک ایسی حمد و تعریف ہو جو قرآن کے بموجب سوائے اللہ کے اور کسیکی ہو نہیں سکتی اور نہ سوائے اللہ کے کسیکی صفت کرحمد کی نسبت دیجا سکتی - دیکھو سورہ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - یعنے سب حمد اللہ پروردگار جہان کے لئے ہو - اس لئے جب تم محمد بن عبد اللہ اپنے رسول کو خدا نہیں مانتے تو اُسے محمد یا محمود یا احمد صفاتاً کہہ نہیں سکتے کیونکہ یہہ نام صفاتاً و معناً اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر اللہ کو قرآن کے بموجب بھی دئے نہیں جاسکتے - بس قرآن ہی سے ثابت ہوگیا کہ محمد عربی کی نسبت کوئی خبر ان پیشین گوئیوں میں کتب مقدسہ کی نہ تو علماً ہو اور نہ صفاتاً و معناً - اب اگر کہو تو اُن آیات میں جو صفات مذکورہ ہیں اُن کے اعتبار سے بھی ثابت کردوں کہ محمد عربی وہ شخص نہیں ہو جس کی نسبت یہہ خبریں ہیں کیونکہ بغیر ملاحظہ صفات مذکورہ و حلیہ منسوبہ کسی پر حکم محض نام کے سبب نہیں لگ سکتا -

مسیحی تعلیم کی کتابوں کے مفت بانٹنے کی ضرورت

کئی ایک مواقع میرے ملاحظے گذرے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہو کہ ہوشیاری سے انجیل مقدس اور مسیحی تعلیم کی کتابوں کو ایسے اضلاع میں جن میں مشنری لوگ باقاعدہ کام نہیں کرسکتے تقسیم کرنا مفید ثابت ہوا ہو - میرے پاس اسوقت ہنری مارٹن صاحب کا فارسی زبان میں نئے عہد نامہ کا ترجمہ جس کو کسی انگریز نے جو سکھوں کے عہد و حکومت میں وہاں گیا تھا - ایک مسلمان کو دیا تھا موجود ہو اُس کے نہایت مستعمل ہونے کی صورت سے معلوم ہوتا ہو کہ اُس کو خوب ہی پڑھا گیا ہو - ایک عجیب اتفاق سے اس کے بیس سال بعد کسی اور مشنری نے اُس کے بیٹے کو کتاب میزان الحق دی اور مجھکو کامل یقین ہو کہ ان دو کتابوں کی تاثیر صرف ایک ہی خاندان میں محدود نہیں رہی ہو - ایک اور نظیر ہو کہ قریب تیس سال کے گذرے مسٹر بروس صاحب ڈیرہ اسمٰعیل خان کے مشنری نے ایک شخص کو عیسائی مذہب کی کچھ کتابیں دیں جن کے پڑھنے سے اُس شخص اور اُس کے بیٹوں کے دل میں مسیحی مذہب کی سچائی کا یقین ہو گیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اب وہ تمام خاندان مسیحی کلیسیا میں شامل ہونے کی درخواست کرتا ہو - ایک اور نظیر ہو کہ ایک ملاں جو افغانی سرحد کے پار رہتا ہو جو علاوہ میرے پاس کبھی کبھی آنے کے انجیل

مقدس اور میزان الحق کو پڑھکر اپنی ہدایت حاصل کرلیتا ہے۔ اس طرح صاحب کے ایمان اور معلومات کا مقابلہ بہت سے عیسائیوں سے ہو سکتا ہے۔ میں اور بہت سی اسی قسم کی نظیروں کا ذکر کرسکتا ہوں کہ جہاں واسطے میں چلتے چلتے انجیل اور مسیحی مذہب کی کتابوں کے دینے سے بہت فائدہ ہوا جن کو ایک کے بعد دوسرے نے بغور پڑھا جو ایسی تاریک جگہوں میں سچائی کی پوشیدہ شہادت ثابت ہوئیں۔ میری غرض اس کے لکھنے سے یہہ ہے کہ ان مشنری صاحبان کو جو سرحد یا غیر علاقہ جات میں کام کرتے ہیں اس بڑی ضرورت کی نسبت تاکید کروں کہ وے لوگوں کو صرف پاک کلام کے حصے ہی نہ دیا کریں بلکہ مسیحی تعلیم کی کتابیں بھی۔ مگر اسلامی مباحثہ کی کتابیں کو نہ دیا کریں۔ میں اس کی حمایت چار خاص سبب سے کرتا ہوں

اوّل۔ اس طرح سے کہ ان کے اثر کا ایسے شخصوں کے دلوں پر جہاں کوئی منّاد نہیں جاسکتا ہونا ممکن ہے۔ سرحد پر بہت سی ایسی جگہیں ہیں جن میں بالکل کوئی مشنری نہیں اور بہت سی ایسی بھی ہیں کہ اگر مشنری کافی بھی ہوں تو وہ اُن میں جا نہیں سکتے باقی ماندہ میں اس قدر آدمی کم ہیں کہ مشنری صرف تھوڑے ہی حصوں میں جا سکتے ہیں یہہ ہی صرف طریقہ ہے جس سے مسیحیت اُنکے پاس لائی جاسکتی ہے اور جس کو اگر مناسب طور سے کام میں لایا جاوے تو انجیلی بشارت کا اثر بہت سے خود مختار تعلیم یافتہ لوگوں کے دلوں پر جو غیر علاقہ اور افغانستان میں رہتے ہیں جہاں کوئی مسیحی منّاد نہیں جا سکتا ہو سکتا ہے۔ ہم نے اُن مریضوں کو جو سرحد کے پار سے ہمارے شفاخانوں میں آئے ہیں چند دفعہ ایک یا دو کتابیں ایسی صورت میں جبکہ اُن کے ساتھ گفتگو سے ہم کو یہہ یقین ہو گیا کہ کتاب کا مناسب استعمال ہو گا دی اُنکے بعد ہم نے اُس کا حال ایسے گاؤں کے لوگوں سے جنکو ہم نے ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا سُنا۔

دویم۔ اس کا سادہ پن۔ زبانی منّادی کی تکلیف وقت کی قلت اور اور سبب ہم کو عیسائی تعلیم کے اُن لوگوں سے بیان کرنے سے جن کی نسبت ہم کو قوی گمان ہو کہ وے خوشی سے منظور کرینگے روک دیتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں کوئی چھوٹی کتاب حسب موقعہ دیکھ کر دیدینا نہایت آسان بات ہے ۔

سویم۔ اس کی پائداری۔ ہم کو ضلع میں گشت کرتے وقت کسی سے پاؤ گھنٹہ کسی سے آدھ گھنٹہ گفتگو کرنیکا اتفاق پڑتا ہے کیسا تھوڑا اثر ایسے شخصوں پر مسیحی تعلیم کا ایسے تھوڑے وقت میں ہوتا ہے برخلاف اس کے دینی رسالہ میں مسیحی خیال اور تعلیم پورے طور پر بیان کئے ہوئے ہوتے ہیں اور پڑھنے والے کے ہر وقت پاس ہیں جیسا اُس کو موقعہ ملے اُن پر غور کرنے سے سیکھ سکتا ہے ان کتابوں کا جو اپنے پڑھنے والوں کی بیس یا تیس سال تک رفیق رہی ہیں اُن مشنریوں اور کیٹی کسٹوں کے کام سے جنکی جگہیں پانچ یا ۱۰ سال کے بعد خالی رہی ہیں کیسا عمدہ مقابلہ ہو سکتا ہے ۔

چہارم۔ اس کا سستا پن۔ ہم اکثر اس اعتراض کو سنتے ہیں کہ ان کتابوں کی کوئی خبر کسی نہ کسی طرح وصول ہونی چاہئے کیونکہ انکا مفت تقسیم کرنا ان کی قدر نگی کے منشا کو نقصان دہ ہے۔ یا یہہ کہ مفت دینے سے انکو لوگ نہیں پڑھتے بلکہ پھینک دیتے ہیں میری طرف سے اس کا یہہ جواب ہے کہ ہم لوگونکو انجیل بشارت سنانے کے لئے کیٹی کسٹوں اور منّادوں کی تنخواہ میں بہت سا روپیہ خرچ کرتے ہیں مگر یہہ کارکنان اگرچہ خوش قسمتی سے بہت تھوڑے اس تعلیم کے جس کے لئے وے مقرر کئے گئے ہیں ناقابل نکلتے ہیں تب کیوں ہم مسیحی تعلیم کی کتابوں کے دینے سے باز رہیں جنکی تعلیم کی نسبت ہم کو بخوبی معلوم ہے اور جو اپنی تعلیم کو نامناسب فعل سے بگاڑ نہیں سکتیں اور جنکا بالمقابل منّادوں کے بہت کم خرچ پڑتا ہے۔ روحانی منّادوں کی از حد ضرورت ہے مگر میرا اعتبار ان خاموش گواہوں پر ایسے منّادوں کی نسبت جو روحانی نمونہ نہیں زیادہ ہے۔ اگر کوئی یہہ اعتراض کرے کہ کتابوں کے مفت دینے سے نہ تو لوگ اُنکو پڑھتے ہیں اور نہ اُنکی قدر کرتے ہیں تو ہماری محنت کا بھی بعض اوقات یہی حال ہوتا ہے کہ ہماری تعلیم و محنت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ اس سے کتاب اور تعلیم کا دینا نامناسب معلوم نہیں دیتا مگر یہہ کہ ہر ایک کتاب کو ہوشیاری اور خاص مطلب سے بانٹنا چاہئے۔ بلا سوچے سمجھے کتابوں کا ہر ایک شخص کو جو ہم کو ملے بانٹ دینا اس منشا کے خلاف ہے مگر اس طور سے دینا جہاں کہ پانیوالہ کا میلان طبیعت کسی قدر معلوم ہو اور کتاب اُس گفتگو کی جو اس سے ہوئی نسب کرنیکو منتخب کیجاوے تو یہہ اعتراض اس پر عاید نہیں ہو سکتا۔ دینی تعلیم کی کتابیں پوشیدہ کام کرنے والی طاقت ہیں اگر ہم کو پورے طور پر معلوم ہو سکتا کہ انہوں نے ہندوستان کے لوگوں کو عیسائی بنانے میں کس قدر حصہ لیا ہے تو ہم تعلیم یافتہ لوگوں کو زیادہ تر کتابیں ہی بانٹنے اور اُنکو پڑھنے کی ترغیب دینے میں مصروف ہوتے۔

خاکسار سیح الدولہ ٹیچر مشن سکول لودیانہ

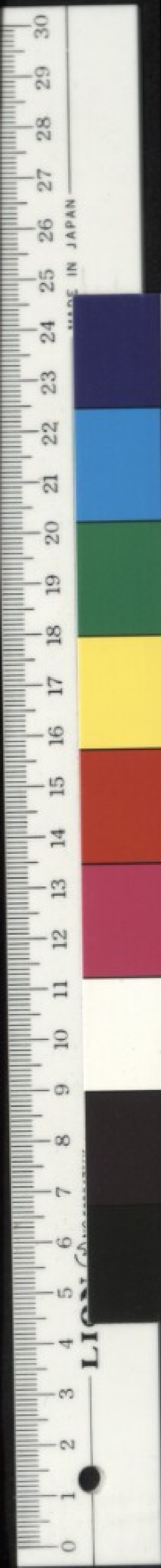
(از پنجاب مشن نیوز)

واقعات اور رائیں

جناب ایڈیٹر صاحب

لیڈی ڈفرن کرسچن گرلس ہائی سکول لاہور کا امسال یونیورسٹی ریزلٹ بہت عمدہ رہا ہے۔ یعنے چھ لڑکیاں مڈل سکول اور چار لڑکیاں انٹرنیس اگزامینیشن کے لئے گئیں اور کُل پاس ہوئیں اس کی مبارکبادی مس کے صاحبہ کو دینی چاہئے کیونکہ یہہ اُنکی کوشش اور لیاقت کا پھل ہے۔ ہر سال مس صاحبہ لڑکیاں واسطے امتحان یونیورسٹی کے بھیجتی ہیں اور نتیجہ ہمیشہ اچھا رہتا آیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ سکول مذکورہ میں تعلیم نہایت عمدہ ہوتی ہے اور ہم سب عیسائیوں کا فرض ہے کہ اس سکول کی ہر طرح سے قدر کریں ۔

وہ صاحب جو چرچ مشن سے تعلق رکھتے ہیں اگر...



سکول کو جو امرتسر میں ہے فوقیت دیتے ہیں۔ گذرے اپریل میں جو میتھوڈسٹ چرچ کونسل کا جلسہ امرتسر میں ہوا وہاں یہہ تجویز پیش کیگئی کہ الگزنڈرہ سکول کو اب کالج بنانا چاہئے کیونکہ اب پنجاب میں بہت لڑکیاں انٹرینس پاس کرتی ہیں۔ اور انکو واسطے پڑھائی ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے کے وومنز کالج لکھنؤ جانا پڑتا ہے۔ یہہ کیسا تنگ دلی کا خیال ہے جبکہ بات صاف وصریح ہے کہ الگزنڈرہ سکول سے لڑکیاں ہر سال واسطے امتحان یونیورسٹی کے نہیں جاتی ہیں پھر کیونکر اُس سکول کو کالج بنانا چاہئے چرچ مشن کی بہت لڑکیاں الگزنڈرہ سکول سے لاہور آتی ہیں اور لیڈی ڈفرن سکول سے امتحان پاس کرتی ہیں سوائے اس کے جہانتک مجھے معلوم ہے الگزنڈرہ سے بہت کم لڑکیاں واسطے امتحان مڈل سکول کے جاتی ہیں۔ جب یہہ صورت ہے تو انصاف چاہتا ہے کہ لیڈی ڈفرن سکول کو ہر طرح کی امداد ملنی چاہئے۔

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب اس کے صاحبوں کا ارادہ ہوا ہے کہ اپنے سکول کو کالج بناویں۔ خداوند مسیح اس کالج کو قایم کرے اور برکت دے۔ (نامہ نگار)

بنوں میں ایک عیسائی افغانکی شہادت

۸ مئی جمعہ گذشتہ کی رات کو سید بادشاہ عیسائی اصل رہنے والا تنگی علاقہ پشاور جو قریب عرصہ دو سال سے یہاں آیا تھا۔ ایک سال سے اُس نے عیسائی مذہب اختیار کیا کسی نے دو بجے رات آکر گولی پیٹ میں ماری جبکہ وہ انجیل شریف پڑھکر اور دعا مانگ کر سو رہا تھا۔ اور بائبل کے امتحان کی تیاری بھی کی تھی۔

کل بتاریخ ۹ مئی ۱۸۹۶ء ۸ بجے رات کو شہید کی جماعت میں شریک ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ افغانوں کی کلیسیا کی بنیاد بھی اِس شہید کے خون سے بنوں میں ہو رہی ہے۔ راقم مولوی حنیف اللہ مشنری بنوں

مہتمم گلدستہ تحفہ سرور اجمیر

ہم اور ہماری پیشینگوئی

ہمارے معزز ناظرین ہمارے آجکا عنوان دیکھکے ضرور بالضرور کہینگے کہ کیا اجمیر میں بھی کادیانی پیدا ہو گئے۔ یاران یاد رہے کہ کادیانی کی پیشینگوئی محض کھیل لیکن ہماری پیشینگوئی ایک ہی منٹ میں پوری ہو سکتی ہے۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ لیجئے اسی اجمیر میں بغیر کوڑی پیسہ کا تماشہ دکھائے دیتے ہیں اب اپنے خاص مدعا کی جانب عنان قلم کو پھیرتے ہیں (دم ہو تو)۔

اس وقت ہماری میز پر ایک ناپاک گلدستہ موسوم "تحفہ سرور اجمیر" موجیں مار رہا ہے۔ یہہ پرچہ ردی میں ہمارے پاس آیا اس کے پہلے آٹھ صفحہ غائب غلا ہیں لیکن صفحہ ۹ سے آخر تک ہمارے پاس موجود ہے۔ صفحہ ۱۱ میں ایک لطیفہ نمبر ۳ قلمبند کیا گیا ہے۔ یہہ لطیفہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہندوستانی نفسانی اخبارات کی بیقدری ذلت وخواری ایسے ہی فحش گلدستجات کی بدولت ہو رہی۔ مذکورہ بالا گلدستہ کے فحش بیان کو یہاں قلمبند کرنیسے اپنے بیش قیمت اخبار کو کم قیمت کرنیکے علاوہ مجرم بنانا نہیں چاہتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اُس کے اتنا بھی کہے دیتے ہیں کہ اگر یہہ پرچہ گورنمنٹ عالیہ کی نظر پڑجائے تو مہتمم صاحب آناً فاناً جیل کو تشریف لیجائیں۔ اور گرمیوں کے دنوں میں مزہ کے ساتھ گا گا کے چکی پیسیں۔ مہتمم صاحب کا اسم مبارک صفحہ آخر میں درج ہے۔ منشی غلام احمد خان صاحب سرور تاجر کتب ومہتمم گلدستہ عنوان مندرجہ بالا۔ ہم اپنے نفسانی بھائی خانصاحب سے دست بستہ ملتجی ہیں۔ کہ حضرت سنبھل جائیے اور اپنی تحریر کو ایک دم واپس لیجئے۔ ورنہ آپکے حق میں قانونی سلوک کیا جائیگا۔ اُس وقت سر پر ہاتھ رکھکے آٹھ آٹھ آنسو روؤ گے۔ اور رونا سود مند نہ ہوگا۔

افسوس ایسے رنگ صبح ہوتے ہی تعزیرات ہند کا نشتر کر جاتے ہیں اور پریس ایکٹ کو یہہ بھی نہیں سمجھتے کہ کس چڑیا کا نام ہے۔ ہمارے خانصاحب کو اخباری مدرسہ میں یہہ پہلا سبق تصور کرنا چاہئے۔ (نامہ نگار)

پنڈت شیوناتھ سنگھ شرما جودھپوری

کے اوپر

مسیحان اجمیر کی جانب سے نالش کی تیاری

اس وقت ہماری میز پر اخبار راجستھان پترکا "جلد اول نمبر ۴۴ مطبوعہ ۱۴ اکتوبر ۱۸۹۶ء موجود ہے۔ اس کے صفحہ ۹ کے تیسرے کالم سے صفحہ ۱۰ کے تیسرے کالم تک ایک زہریلا وفحش آرٹیکل عجیب ڈراونی صورت میں کالی گھٹا کی طرح دکھائی دے رہا ہے اس آرٹیکل میں جناب مولوی محمد مراد علی صاحب ہوشیار مالک وایڈیٹر راجپوتانہ گزٹ "کو دل بھر کے گالیاں دی گئی ہیں جسکی نسبت مولوی صاحب نے عدالت میں استغاثہ بھی دایر کر دیا ہے۔ شاید آپ فرمائینگے کہ مولوی صاحب کو گالیاں دی گئیں ہیں اپنے سے کیا کام۔ نہیں نہیں بندگان خدا صفحہ ۱۰ کالم دوم سطور ۱۳-۱۴-۱۵ میں جو الفاظ قلم بند کئے گئے ہیں اُنکو ہم بعینہ لفظ بلفظ یہاں ترقیم کرتے ہیں جس سے ہر ایک کا جو کہ اپنے تئیں مسیحی کہتا ہے کلیجہ کانپ اُٹھیگا۔ وہ عبارت یہہ ہے "آنجہانی ایشو میاں نے عیسیٰ پیغمبر کو مریم کے ساتھ رات کو خواب میں زنا کرکے پیدا کیا تھا"۔

آرٹیکل کا راقم راج گورو پروہت پنڈت شیوناتھ شرما جودھپوری ہے ہم نہیں جانتے کہ اُس نے کونسے قرآن یا انجیل میں کلمات مندرجہ بالا دیکھے۔ اگر کچھ دم رکھتا ہے تو میدان میں آجائے تو ہم دیکھ لینگے۔

یاد رہے کہ ہم مشنری نہیں اور نہ کسی سوسائٹی کے لیڈر لیکن بحیثیت رپورٹر ہونیکے ہمارا فرض ہے کہ آنکو اپنا ہمعصر (اخبار کی دنیا میں) جانکے بطور آب وہوا تبدیلی کے بجائے شملہ یا کوہ مصوری کے سیٹنٹرل جیل اجمیر کی ہوا کھلانیکے لئے کچھ سنکے بھجوا دویں۔

ہم نے ابھی تک اس معاملہ کی نسبت کسی مشنری سے کچھ کہا سنا نہیں صرف بطور دوستانہ دو چار باتیں اپنے ہموطن المیان بنگال سے کہیں جنہوں نے ہمکو صاف معنے میں کہدیا کہ آپ جہانتک ممکن ہو اس دیانندی یا سناتن دھرمی شیونانتھ سنگھ کی نسبت رنجش کلمات جو کہ مسیح مصلوب کی شان میں شائع کئے ہیں) الکدم سنسیپ بھیجے ہم دو ہفتہ کا موقع اپنے برادران مسیحان اجمیر کو دیتے ہیں کہ وہ اسکی نسبت کوئی ضابطہ کی کارروائی کریں۔ اگر نہیں کرینگے تو ہم تو دو چار ہاتھ ہارن کر کے شیونانتھ سنگھ کو چل ناتھ کر کے چھوڑینگے۔ اس کی نسبت ہم نے ایک بہت بڑا آرٹیکل اپنے لوکل اخبار راجپوتانہ گزٹ اجمیر کو بھیجدیا ہے جو کہ انشاء اللہ اس ہفتہ میں نکل آئیگا۔ (نامہ نگار)

جنگ روم و یونان کی تازہ تار خبریں

لنڈن مئی ۱۲۔ یہہ امر مشتبہ ہے کہ آیا کہ ادہم پاشا کو حکم ملیگا کہ وقت پر یونانی مقام دوموکاس پر حملہ کے روکنے کیلئے باز رہے۔ اس حملہ کیلئے تیاریاں ہو لی ہیں۔ سلطان روم اعتدلال پر مائل ہیں مگر قسطنطنیہ میں جنگ کا ولولہ بہت زور آور ہے۔

قسطنطنیہ مئی ۱۲۔ سفیران طاقتہائے نے سلطان روم کے سامنے ایک عرضداشت پیش کی ہے جسمیں اُن تمام شرطوں کا بیان کیا گیا ہے جو یونان منظور کرتا ہے۔ اور لڑائی کو کچھ مدت تک روکنے کی درخواست کی گئی ہے۔

لنڈن مئی ۱۳۔ یونانی جنگی بیڑے نے ایک ترکی سٹیمر کو معہ ایک سو سپاہی اور کسی قدر گولہ بارود کے گرفتار کرلیا ہے۔

ڈیلی نیوز رقمطراز ہے کہ ترکی دروم، یونان سے ۱۰ لاکھ پونڈ کا تاوان جنگ طلب کرتا ہے اور اس رقم کی ادائگی تک صوبہ تھسلی کا قبضہ۔

لنڈن مئی ۱۳۔ سفیران مقیمہ قسطنطنیہ پھر سُلطان روم سے بجد ہوئے ہیں کہ جنگ بند کیا جاوے ترکوں کی اطراف میں یہہ رائے پھیل رہی ہے کہ دوموکاس کی تسخیر تک کچھ بھی کیا نہ جاویگا۔

لنڈن مئی ۱۴۔ وہ سٹیمر جو یونانی جنگی بیڑے نے گرفتار کیا تھا وہ مصری باربرداری کا ایک جہاز تھا جو تھاسوس کو جو مصری علاقہ ہے جاتا تھا۔

ڈیوک آف سپارٹا کا فوج کو مخاطب کرنے کے باوجود گمان غالب ہے کہ مقام دوموکاس کو ترکی فوج آسانی سے بڑھکر گھیر لیگی۔

خبر ہے کہ ترکی فوج واقعی یونانی فوج کو گھیر لینے کا عمل کرنے لگ گئی ہے اور اسی واسطے جنگ ملتوی کرنیکے عہد و پیمان میں توقف کیا جاتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تمام طاقتیں اور خصوصاً روس نہیں چاہتیں کہ ترکی کسی طرح جنگ سے فائدہ اُٹھالیوے کیونکہ اُس کا جنگی جوش ناگوار حیرت پیدا کرتا ہے۔

ایم ڈیلینیس نے اپنی ایک گفتگو میں ظاہر کیا کہ یونان تاوان جنگ سے جس کا ترکی مطالبہ کرے انکار کریگا۔

یونانی فوج پھر اپیرس میں داخل ہوگئی ہے اور فلیپیڈہ کا قبضہ کرلیا ہے۔

یونانیوں کی ایک فوج نکاموس کے نزدیک اُتری ہے۔

لنڈن مئی ۱۵۔ مقام گریبووو پر جو آرتا و فلیپیڈہ کے درمیان واقعہ ہے ایک جنگ ہوا۔ یونانیوں نے جو شمار میں زیادہ تھے ترکوں کی پہلی قطار کو خوب دبالیا جنہوں نے بیبا کانہ مقابلہ کیا اور دست بدست لڑائی ہوئی۔ دونوں طرف نقصان بہت ہوا مگر آخری نتیجہ ابتک معلوم نہیں ہوا ہے۔

لنڈن مئی ۱۵۔ سلطان نے طاقتوں کو خبر دی ہے کہ جنگ کے التوا کی نسبت میں بیرام تیوہار کے بعد جواب دونگا۔

اپیرس میں یونانیوں کا آگے بڑھنا خاص کر کے اس غرض سے ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ تھسلی کے ترکوں کے قبضہ کے مقابل میں ترکی کی ملک میں سے کچھ حصہ پر قبضہ رکھیں۔

سرکار یونان کا خیال ہے کہ اس سے التوا جنگ میں جلدی کیجاویگی مگر یہہ بات مشتبہ ہے۔ دریں اثنا یہہ بے ٹھکانا حالت فوج کی تادیب و بندوبست میں فرق لاویگی۔

جن مصریوں کو یونانیوں نے مصری جہاز پر گرفتار کرلیا تھا وہ مالٹیا میں نظربند کئے جاوینگے۔ گولہ بارود کے بکسوں پر چٹیں لگی ہوئی تھیں کہ یہہ جیلوں کا مرتبہ ہے۔

لنڈن مئی ۱۶۔ سلطان نے طاقتوں کے جواب میں لکھا ہے کہ جنگ کے التوا کرنے سے میں اتفاق نہیں کرونگا جب تک کہ میرا مطالبہ قبول نہ کیا جاوے یعنے تھسلی کا ترکی سے الحاق اور ایک کروڑ پونڈ تاوان جنگ کی یونان سے ادائیگی اور جب تک یہہ شرطیں پوری نہ کیجاوینگی ترکی فوج آگے کو بڑھیگی۔

ترکی فوج کے ساتھ امدادی فوج آگئی ہے اور وہ دوموکاس کی طرف بڑھ رہے ہیں جہاں ۲۵۰۰۰ یونانی جمع ہیں۔

لنڈن مئی ۱۸۔ کل تمام دن بھر لڑائی ہوتی رہی اور ترک اگرچہ بعض مقامات میں ہٹائے گئے مگر اُنہوں نے یونانی دہنے پرے کو پسپا کیا یونانیوں نے دوموکاس کو چھوڑ دیا ہے اور کوہ آتھرس کو واپس لگے ہیں۔



مضامین مفید المبتدئین

میرے عزیز بچو

بتاؤ تو بہادر کون ہوتا ہے؟ آؤ میں تمہیں بتاؤں۔ بہادر وہ ہوتا ہے جس کی خواہ جان ہی کیوں نہ جائے مگر نیک کام کرنے سے نہ ڈرے بہادر وہ ہے جو اپنے آپ کو مغلوب کرے۔ اگر ہم چاہیں کہ اُن دلاوروں کے حالات پڑھنے سے جو پہلے ہو گذرے ہیں ہم بھی دلاور بن جائیں تو یہ ہو نہیں سکتا۔ ہاں اُنکے حالات پڑھنے سے دلاور بننے میں ہمیں مدد تو ضرور ملتی ہے اُس سے اتنا تو ہمیں پتا لگ جاتا ہے کہ وہ کس طرح دلاور بن گئے اور ایک اور بھی فائدہ ہوگا یعنے ہم میں خواہش پیدا ہوگی کہ ہم بھی دلاور بنیں۔

آؤ بیبل میں بعض بہادروں کے نام دیکھیں اور اُن کی زندگیوں کی پیروی کریں۔ ایک تو یشوع بہادر ٹھہرا ہے۔ موسیٰ کے بعد وہ خداوند کے لوگوں کا محافظ مقرر ہوا اور جب یریحو کی دیواریں گر پڑیں تو اُسی نے اُن کی راہ نمائی کی۔

کیا تم جانتے ہو کہ وہ ایسا دلاور کیوں تھا۔ اُسکی وجہ یہ تھی کہ اُس کا دل خدا کی بات سے بھرا رہتا تھا۔ یشوع ۱ باب ۹ آیت میں دیکھو کہ خدا نے دلاوری کی بابت کیا کہا اور اس اگلی روایتوں میں خدا کے حکم پر چلنے سے وہ کس طرح دلاور ہو گیا۔

اب ایک اور دلاور ہوا ہے۔ وہ یشوع کا عزیز دوست تھا۔ یشوع ۱۴ باب ۶ سے ۱۳ آیت تک دیکھو کہ دلاوری سے اُس نے کیا کچھ کیا۔

داؤد بھی ایک بہادر ہو گذرا ہے۔ میرے عزیز بچو تمہیں یاد ہوگا کہ اُس نے کس طرح شیر اور ریچھ کو جو اُس کے باپ کے گلّے پر حملہ کرنے آئے مار ڈالا۔ اور کس طریقہ سے جلیات کو قتل کیا لیکن اُس کی دلاوری کے کاموں میں سے اُس کا سب سے بڑا بہادری کا کام وہ ہے جو اُس نے اپنے غصہ کو ٹھنڈا کر لیا جبکہ اُس کے بڑے بھائی نے اُسے ملامت کی۔ دیکھو ۱ سموئیل ۱۷ باب ۲۸ سے ۲۹ آیت تک۔ سو ذرا غور تو کرو جب اُس کے بھائی نے اُسے کہا کہ کیا کچھ سبب نہیں تو اُس نے کیا ہی عمدہ جواب دیا۔

اگر بڑے لمبے آدمی مثلاً الیاب بزدل نہ ہوتے تو داؤد کو جلیات سے لڑنا نہ پڑتا لیکن جنگ میں تمام بہادری دکھائی نہیں جاتی۔ دانیل ۱ باب ۱ سے ۱۵ آیت تک چار طالبعلموں کی بابت تم نے پڑھا ہوگا کہ وے بادشاہ کا دیا ہوا بخرہ نامنظور کر کے پھلیاں کھاتے اور پانی پیتے اور بہت تازہ اور خوش رو ہوتے تھے۔

اگرچہ دانیل کو پتہ تھا کہ دُعا مانگنے سے وہ شیر کے ماند میں ڈالا جائیگا پھر بھی وہ نہ ڈرا۔

اب ذرا لڑکیوں کی بہادری کی طرف متوجہ ہو۔

کیا بیبل میں بہادر عورتوں اور لڑکیوں کا کوئی ذکر نہیں؟ ہاں کیوں نہیں بیشک اُس میں بہت سے ایسے قصے ہیں۔ مریم کی بابت یاد ہے کہ چھوٹے موسیٰ کے پاس ہی رہی اگرچہ بادشاہ کا حکم تھا کہ وہ مار ڈالا جائے۔

روتھ کی بابت کیا لکھا ہے؟ کیا اُس نے اپنے گھر اور پہلے دوستوں کو نہیں چھوڑ دیا تاکہ سچے خدا پر اُس کا بھروسہ ہو دیکھو روتھ ۱ باب ۱۴ سے ۱۸ اور ۲ باب ۱۲ آیت۔ ملکہ آستر سے کیا ہی سچی بہادری کا کام ظاہر ہوا جبکہ اُس نے اپنے لوگوں یعنے یہودیوں کے واسطے اپنی جان کو خطرے میں ڈالا۔ تمہیں وہ عورتیں یاد ہونگی جو اُس وقت جب مسیح کے ہاتھوں میں صلیب پر میخیں ٹھونکی گئیں حالانکہ اُس وقت شاگرد بھی پکڑے جانے سے ڈر گئے اُس کے پاس کھڑی تھیں۔ اور جو ہفتے کے پہلے دن سب سے اوّل اُنکی قبر پر گئیں۔ مسیح میں تمہارا دلاوری ہے۔ وہ اس لائق بھی ہے کہ ہمیں ایک دلاور دل بخشے اُس کی روح بزدل آدمیوں کو دلیر کرتی ہے۔

چھوٹے بچو کیا تمہارا کوئی ایسا دشمن ہے جو تمہیں مغموم اور ناخوش کرنے کے کام اور تمہیں نفرت کرتا ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارا دوست بنجائے؟ کرنے سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ یہ تو ایک نہایت ہی آسان کام ہے۔ اُسے معاف کرو۔ اُس پر مہربانی اور اُس کی مدد کرو۔ بدی کے عوض نیکی کرو۔ کیونکہ یہ کرنے سے تم اُس کے سر پر آگ کے انگاروں کا ڈھیر لگاؤگے۔

میں نے اُس کو اپنے سکول میں تجربہ سے ثابت کیا ہے۔ اپنے دُشمن سے اِس طرح سلوک کرنے سے تم سچے دلاور بننے میں چار قدم بڑھوگے۔

سب سے پہلا اور بڑا قدم دُشمن کو پیار کرنا۔ دوسرا برداشت۔ تیسرا معاف کرنا۔ اور چوتھا مہربانی ہے۔

غور طلب

تب سردار کاہن اور اُس کے سب ساتھی (جو صدوقی کے فرقہ کے تھے) حسد سے بھر کے اُٹھے اور رسولوں پر ہاتھ ڈالے اور قید خانۂ عام میں بند کیا پر خداوند کے ایک فرشتہ نے رات کو قید خانہ کے دروازے کھولے اور اُنہیں باہر لے آ کے کہا جاؤ اور ہیکل میں کھڑے ہو کے اِس زندگی کی سب باتیں لوگوں سے کہو۔ وے یہ سُنکے تڑکے ہیکل میں گئے اور سکھانے لگے۔

تب سردار کاہن نے اُن سے یہ کہکے پوچھا کیا ہم نے تم سے بڑی تاکید نہ کی کہ اس نام پر تعلیم نہ دینا۔ پر دیکھو تم نے یروسلم کو اپنی تعلیم سے بھر دیا اور اُس شخص کا خون ہم پر لایا چاہتے ہو۔ تب پطرس اور رسولوں نے جواب میں کہا ہم کو خدا کا حکم آدمیوں کے حکم سے زیادہ ماننا فرض ہے۔

شعر و سخن

غزل از مصطر مسیحی

دل کو میرے چھین لیا صورت بوالعجبی نے
ابن خدا ابن بشر آدم و حق لقبی نے ۔
وہ جو کلام ازلی سے بنا شکل مجسم ۔
محو کلام اپنا کیا ہے مجھے اُس رطبی نے
نسبت آدم بخدا جسنے یاں آکے ملائی ۔
شکل خدا مجھکو دکھائی یہاں حق نسبی نے
عشق کمالی بخدا اور یہ انسان جو اُسکے ہیں ۔
درد و مصائب ہیں اُٹھائے مری خوش عجبی نے
تھا کہ مروں میں عوض دلبر پر زفا ہا ۔
موت مری لی یہ اُٹھا حامل کل غضبی نے
عفو معاصی پنہے اور حیات ابدی دی ۔
کیں یہہ عنایات بسا مجھپر میں اُس ربی نے
سر عبادت میں جھکے کافہ عالم کے اُسی رخ ۔
سجدہ کیا اُس کو یہاں آکے شرقی غربی نے
میں بھی غلام شہ ابرار ہوں مضطر نہیں حیراں ۔
خوں سے خریدا ہے مجھے ابن اللہ نبی نے
صورت عالم سے مٹا اور بنا کر مجھے مضطر ۔
ابن خدا کر کے بلایا رہاں آں حسبی نے

ایضاً

تیرے در پہ عیسیٰ ہم آکے کھڑے ہیں ۔
یقین توصل دلائے کھڑے ہیں ۔
جو ہر دم قریں تیرے آکے کھڑے ہیں ۔
ندائے خدا کے بلائے کھڑے ہیں
تیرے حسن والفت کو یکجا یہ پاکر ۔
عجب شوق قربت سے آئے کھڑے ہیں
نہ خوبی ہے اعمال کی ہم میں کچھ بھی ۔
کنارے سے تیرے بچائے کھڑے ہیں
تجھی نے دیا دخل گھر میں نہیں تو ۔
تہی دست توشہ نہ لائے کھڑے ہیں ۔
نظر کر تو رحمت کی ہم پر خدایا ۔
تیرا آسرا ہم لگائے کھڑے ہیں ۔
تو چاہے تو بخشے نہ چاہے نہ بخشے
ترے در پہ سر کو جھکائے کھڑے ہیں ۔
تو بیٹا خدا کا ہے مولا ہمارا ۔
تیری شان و عظمت یہہ پائے کھڑے ہیں
دکھا اپنی صورت ہمیں اب مسیحا ۔
ترے پاس منت یہ لائے کھڑے ہیں ۔
بظاہر ہیں زندہ یہاں ہم اے مضطر
جہاں میں پہ ہستی مٹائے کھڑے ہیں ۔

لودیانہ

مسلمانوں کا تیوہار عید الضحیٰ امن سے گذرا۔ قبل ازیں تو کسقدر تشویش کی حالت شہر کے باشندوں پر طاری تھی اور مختلف خبریں عوام الناس کے زبان زد تھیں جس سے معلوم پڑتا تھا کہ سب واہیہ خبریں سچ ہوئیں تو خدانخواستہ کسی قسم کی رنجش کا رنگ ذرا بھی بھڑکا تو آفت ہی ٹوٹ پڑتی۔ مگر ہمارا بیدار مغز ڈپٹی کمشنر ایچ۔ اے روز صاحب بہادر کب اس کو گوارا کرتے۔ اس تشویش کے نام ہی سے لوگوں کے دلوں کو تسکین اور آرام دینے کے لئے بہت ہی عمدہ انتظام کیا۔

ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر و ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس و دیگر حکام ضلع و صاحبان آنریری مجسٹریٹ و صاحبان میونسپل کمشنر کو اس حسن انتظام کے لئے مبارکباد دیتے ہیں ۔

آج کل گرمی کا بازار خوب گرم ہو رہا ہے۔ آئے دن گرد و غبار آسمان پر چھایا رہتا ہے۔ مگر اور طرح سے خیریت ہے کسی قسم کی بیماری کی شکایت نہیں ہے ۔

ضرورت

گوجرانوالہ کے امریکن مشن گرل سکول کے لئے ایک مسیحی عورت کی جو کہ مڈل یا نارمل پاس ہو ضرورت ہے۔ نقول سرٹیفکیٹ وغیرہ منیجر صاحب کی خدمت میں بھیجدیں تنخواہ حسب لیاقت دیجائیگی ۔ المشتہر پادری ای ایل پورٹر منیجر یو پی مشن گرلز سکول گوجرانوالہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے ۔

فروخت کے لئے

پُرانے لوہے کی ریلیں

لمبائی۔ چوڑائی۔ نرخ۔ اور پہنچانیکے شرائط وغیرہ کی نسبت چیف سٹور کیپر این۔ ڈبلیو۔ ریلوے لاہور سے خط و کتابت کرو

دستور العمل اخبار نورافشاں ۔

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ
قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ
قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک معہ انگریزی ضمیمہ
قیمت دو کاپیوں یا اُس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام پر فی کاپی معہ ضمیمہ
بغیر ضمیمہ

[illegible] منیجر نورافشاں کے واسطے [illegible] لودیانہ [illegible] سے چھاپا